

حریم نبوت کی پاسبانی کا اعزاز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
 (الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ) عَلٰى حِجَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَنَّاهُ
 قرآن رہیم میں ارشادِ الٰہی ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنِ دِينِهِ
 فَسُوفَ يَأْتِيَ اللَّهُ بِقَوْمٍ يَحْبِهِمْ وَيَحْبُّوْنَهُ اَذْلَةٌ عَلَى
 الْمُؤْمِنِينَ اَعْزَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ يَجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
 وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةً لَا تُمَلِّمُ، ذَالِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ
 وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلَيْهِ.“ (الْمَائِدَةَ: ٥٣)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! جو شخص تم میں اپنے دین
 سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایک قوم کو پیدا کر دے گا،
 جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہو گی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت
 ہو گی، مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر، تیز ہوں گے کافروں پر،
 جہاد کرتے ہوں گے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی ملامت
 کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے، یہ اللہ تعالیٰ کا

فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے، اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت
والے ہیں، بڑے علم والے ہیں۔“ (ترجمہ حضرت تھانوی)

حریم نبوت کی پاسبانی اور عقیدہ ختم نبوت کی نگہبانی ہر مسلمان کا دینی و ملی
فریضہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں حضرت فیروز دیلیپی رضی اللہ
عنہ نے ختم نبوت کے قرآن اسود عنی کو خبر سے موت کے لحاظ اتارا، اور بارگاہ نبوت
سے: ”فَلَا زَادَ فِي رُوزَةٍ حَالِصُّ“ کا تمغہ حاصل کیا، اور وصالی نبوی کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی
اللہ عنہ نے سب سے پہلے قتنہ ارتدا ہی کا قلع قع کیا اور یمامہ کے جھوٹے مدعا نبوت
مسلمہ کذاب کو اس کی ذریت سمیت ”حدیقة الموت“ میں واصل جہنم کیا۔

”مجلس تحفظ ختم نبوت“ (اپنی بے مائیگی اور بے سروسامانی کے باوصف)
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسی مقدس مشن کی علمبردار ہے:

تحقیق برآں بہر ہر زندیق باش
اے مسلمان پیر و صدیق باش

خدم مجلس کی دعوت وداعیہ یہ ہے کہ ہر وہ مسلمان جس کے دل میں ایمان
کا نور ہے اور جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق و عقیدت ہے اسے لازم ہے کہ
اپنی استطاعت کے مطابق ختم نبوت کی پاسبانی کا فریضہ انجام دے۔ امام العصر مولانا
محمد انور شاہ کشمیری جب بہاولپور کے مشہور مقدمہ کے سلسلہ میں بہاول پور تشریف
لائے تو جامع مسجد میں نماز جمعہ کے بعد حاضرین سے فرمایا:

”میں بوائر خونی کے مرض کے غلبہ سے نیم جان تھا،
نیز ڈاکھیل جانے کے لئے پاہ رکاب تھا کہ اچانک شیخ الجامعہ کا
مکتوب مجھے ملا، جس میں بہاول پور آکر مقدمہ میں شہادت
وینے کے لئے کہا گیا تھا، میں نے سوچا کہ میرے پاس زاد
آخرت تو ہے نہیں، شاید یہی چیز ذریعہ نجات بن جائے کہ محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا جانبدار بن کر یہاں آیا ہوں۔“

یہ سن کر مجمع بے قرار ہو گیا، حضرت ”کے ایک شاگرد حضرت مولانا عبدالحکان ہزاروی“ بے اختیار کھڑے ہو گئے اور کہا کہ اگر حضرت ”کو بھی اپنی نجات کا یقین نہیں، تو پھر اس دنیا میں کس کی مغفرت کی توقع ہو گی؟ اور حضرت ”کی تعریف و توصیف میں انہوں نے کچھ بلند کلمات اور بھی فرمائے، جب وہ بیٹھ گئے تو حضرت شاہ صاحب ” نے پھر مجمع سے مخاطب ہو کر فرمایا:

”ان صاحب نے ہماری تعریف میں مبالغہ کیا، حالانکہ ہم پر یہ بات کھل گئی ہے کہ گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے، اگر ہم ختم نبوت کا تحفظ نہ کر سکیں۔“ (نقش دوام ص: ۱۹۰)

نیز اپنے آخری لمحات حیات میں حضرت شاہ صاحب ” نے فرمایا: ”میری چار پائی دارالعلوم دیوبند لے چلو“، وہاں اساتذہ و طلبہ اور باہر سے آئے ہوئے مہماںوں کا ایک بڑا مجمع تھا، حضرت ” نے اپنے تمام تلامذہ اور دیگر علماء و طلبہ کو ختم نبوت کے تحفظ کی تاکیدیں فرمائیں، اور فرمایا:

”جو شخص چاہتا ہے کہ کل فرداۓ قیامت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی شفاعت کریں، اسے چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی پاسبانی کا حق ادا کرے۔“

مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار

بگذراند و خم طرہ یارے گیرند!

امام العصر حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے اسی سوز دروں کا نتیجہ تھا کہ حضرت امیر شریعت مولانا سید عطا اللہ شاہ بخاری اور ان کے رفقا نے اپنی زندگی کا موضوع ہی اس مقدس مشن کو بنالیا، اور اس کے لئے ”مجلس تحفظ ختم نبوت“ کا ادارہ

قام فرمایا، حضرت امیر شریعت کے بعد مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا لال حسین اختر، مولانا محمد حیات اور محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری (رحمہم اللہ) علی الترتیب اس قافلے کے میر کارواں ہوئے اور آج بھی بھگداد شیخ طریقت حضرت اقدس مولانا خان محمد مدخلہ العالی (سجادہ نشیں خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف) کی قیادت میں یہ کارواں ایمان و عزیمت، اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

ایک عرصہ سے تمنا تھی کہ ختم نبوت کے پیغام کو عام کرنے کے لئے "ختم نبوت" ہی کے نام سے ایک ہفت روزہ جاری کیا جائے، لیکن یہاں کی کسی "اسلامی حکومت" نے اس نام سے پرچہ جاری کرنے کی اجازت نہیں دی، بلکہ حکومتی وسائل عقیدہ "ختم نبوت" کے تحفظ کے بجائے ساری قین ختم نبوت کی حفاظت و مدافعت میں صرف ہوتے رہے، جب باڑھ ہی کھیت کو کھانے لگے تو اس سے فصل کی کیا توقع کی جاسکتی ہے؟ تاہم یہاں کے ناخداوں کی حضرت ختنی تاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرد ہمہ ہمارے دلوادیں کو سرد نہیں کر سکی، بقول غالب:

گر کیا ناصح نے ہم کو قید، اچھا! یوں کسی
یہ جنون عشق کے اندا چھٹ جائیں گے کیا؟

ہماری کوششیں جاری رہیں، بالآخر جودہ حکومت نے اپنے دینی و ملی فریضہ کا احساس کرتے ہوئے "ہفت روزہ ختم نبوت" کی اشاعت کی منظوری دے دی ہے، ہم بارگاہ رب العزت میں سجدہ شکر بجالاتے ہیں کہ اس نے ہمارے موجودہ حکمرانوں کو اس کی توفیق و سعادت نصیب فرمائی ہے۔

"مجلس تحفظ ختم نبوت" کا موضوع یہ ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت و سیرت کی طرف اپنے مسلمان بھائیوں کو دعوت دینا، اسلامی اتحاد کی صفوں کو درست کرنا، وہ تمام لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت و نبوت

سے وابستہ ہیں، انہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا، مسلمانوں میں دینی و ملی احساس بیدار کرنا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کا ہر موقع اور ہر محاذ پر تعاقب کرنا۔ یہی اغراض و مقاصد انشا اللہ ”ہفت روزہ ختم نبوت“ کے ہوں گے، اور ہم حق تعالیٰ شانہ کی توفیق و عنایت سے یہ کوشش کریں گے کہ دین و ہدایت کے اس خواں یعنما پر قارئین کے ذہن و قلب کی بہتر سے بہتر غذا مہیا کریں، اس کے لئے ہم اپنے با توفیق قارئین سے بھرپور تعاون اور مخلصانہ و عاقلانہ مشوروں کی درخواست کرتے ہیں۔

۲۹ مئی ۱۹۷۲ء کو ریلوے اسٹیشن ریوہ پر جو حادثہ ہیش آیا، وہ تحریک ختم نبوت کا ہیش خیمه ثابت ہوا، جس سے حق و باطل کے درمیان امتیاز ہوا، مناسب سمجھا کہ ہم اسی تاریخ سے اپنے اشاعی سفر کا آغاز کریں، ہم بارگاہ اللہی میں دست بدعا ہیں کہ ان حقیر مسائی میں خلوص کامل نصیب فرمائے، اور اس بضاعت مزاجاہ کو شرف قبول عطا فرمائے کردار ہیں میں اپنی رضا و رحمت کا ذریعہ بنائے۔

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج: اش: ۱)